فکر و نظر............ اسلام آباد جلد: ۴۷ شمارہ: ۳

تعارف و تبصرۂ کتب

نام کتاب : خواجہ احرار
تحقیق، تصنیف و ترجمہ: عارف نوشاہی
معاون مترجم : شعیب احمد
ناشر : پُورب اکادمی-اسلام آباد
سالِ اشاعت : ۲۰۰۹ء، ۳۴۴+۴ صفحات
قیمت : ۳۵۰ روپے
تبصرہ نگار : محمد نوید ازہر*

خواجہ عبیداللہ احرار (۱۴۰۴-۱۴۹۰ء) سلسلہ نقش بندیہ کے نام ور مشائخ طریقت میں سے ہیں، جن کا شجرۂ طریقت حضرت یعقوب چرخیؒ کے ایک واسطے سے حضرت بہاء الدین نقش بندؒ تک پہنچتا ہے۔ آپ نے پندرھویں صدی عیسوی میں وارثِ علوم نبوت ہونے کے ناتے اپنی تعلیمات، زریں ملفوظات اور مکتوبات سے وسطی ایشیا کو بالخصوص اور اقصائے عالم کو بالعموم رشد و ہدایت کی تنویر بخشی۔ آپ نے خراسان اور ماوراء النھر میں سلسلہ نقش بندیہ کی سرپرستی فرمائی جب کہ وسطی ایشیا میں سلسلۂ نقش بندیہ کی ترویج و اشاعت آپ کے مرید و خلیفہ قاضی محمد سمرقندیؒ کے مرید و خلیفہ خواجہ احمد کاسانیؒ کی وساطت سے ہوئی۔ یہ خواجہ احرارؒ ہی کی بارگاہِ فقر تھی، جہاں شاہانِ وقت سرنہادہ حاضری دیتے تھے اور آپ کے ارشارۂ ابرو پر سرِتسلیم خم کرتے تھے۔

زد بجہان نوبت شاہنشاہی
کوکبۂ فقر عبید اللّٰہی
آنکہ ز حُریت فقر آ گاہست
خواجۂ احرار عبید اللّٰہست (تحفۃ الاحرار، جامی)

حضرت خواجہ احرارؒ کے بلند پایہ روحانی مقام کے پیشِ نظر آپ کے کئی ہم عصر مورخین اور تذکرہ نویسوں نے آپ کے احوال، مقامات اور ملفوظات قلم بند کرنے کی سعادت حاصل کی۔ خاموشی میں

☆ لیکچرر اُردو، گورنمنٹ گورڈن کالج، راول پنڈی

گفت گو کرنے والے اور بے زبانی کی زبان بولنے والی نقش بندیوں نے ہوش مندی کے ساتھ اپنے شیخ کے احوال و آثار کو نذرِ قرطاس کیا۔ جس کے نتیجے میں حضرت خواجہ کے وصال کے بیس سال بعد ہی آپ پر چند مستقل تصانیف وجود میں آ گئیں۔ گیارہویں صدی ہجری تک خواجہ احرارؒ اور ان کے مریدین و پس ماندگان کے احوالِ زندگی، مناقب، کرامات، ملفوظات اور تعلیمات پر سات مستقل کتب فارسی میں لکھ دی گئیں۔ جن میں سے بنیادی ماخذ کی حیثیت فخرالدین علی کاشفی سبزواری (۱۴۶۳ء-۱۵۳۲ء) کی ''رشحات عین الحیات'' کو حاصل ہے، جو ہند، سمرقند اور ایران سے شائع ہوئی۔

خواجہ احرارؒ پر تذکرہ نویسی کا آغاز آپ کی حیاتِ اقدس ہی میں ہو چکا تھا۔ زمانی اعتبار سے حضرت کا اوّلین ذکر ''نفحات الانس من حضراتِ القدس'' از عبدالرحمان جامی (۸۱۷ھ-۸۹۸ھ) میں ملتا ہے۔ یہ کتاب خواجہ احرارؒ کی زندگی ہی میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ یہ کتاب فوت شدگان بزرگان کے تذکرہ پر مشتمل ہے لیکن مولانا جامیؒ نے یہ کہہ کر خواجہ احرارؒ کا ذکر شامل کتاب کیا ہے کہ حضرت خواجہ کے عہد میں یہ کتاب تحریر ہو اور صوفیہ کے معارف اور مناقب میں خواجہ احرارؒ کا ذکر نہ ہو، تو مناسب نہیں۔ البتہ اس کتاب میں حضرت کا ذکر تبرکاً ہے یعنی بہت کم۔

''نفحات الانس'' کے علاوہ خواجہ احرارؒ کے حالات پر لکھی گئی کتب میں چغتائی ترکی زبان میں میر علی شیر نوائی (۸۴۱ یا ۸۴۴-۹۰۶ھ) کی تصنیف ''نسایم المحبّہ من شمائم الفتوۃ''، میر عبدالاول نیشاپوری (وفات ۹۰۵ھ-۱۵۰۰ء) کے تدوین کردہ ''ملفوظاتِ خواجہ احرار'' (فارسی)، محمد قاضی سمرقندی (۸۸۵ھ تا ۸۹۵ھ/۱۴۸۰ء تا ۱۴۹۰ء) کی تصنیف ''سلسلۃ العارفین و تذکرۃ الصدیقین'' (فارسی) اور مولانا شیخ (وفات ۹۱۶ھ) کی خوارق عاداتِ احرار شامل ہیں۔

یہ سب تصانیف خواجہ احرارؒ کے فیض یافتگان معاصرین و متعلقین کی ہیں، جنھوں نے اپنی تصنیفات کے سلسلہ میں ایک دوسرے سے بھی استفادہ کیا ہے۔

ان کتب کے بعد سابقہ معلومات کے تکملہ کی حیثیت سے سامنے آنے والی تصنیفات میں عبدالحی حسینی کی ''نسب نامۂ احرار یا نسب نامۂ حضرت خواجگان'' اور محمد ہاشم کِشمی کی ''نسمات القدس من حدائق الانس'' وغیرہ اہل تحقیق کے پیش نظر ہیں۔

اُردو زبان میں مشائخ نقش بندیہ کے جو عمومی تذکرے لکھے گئے، ان سب میں خواجہ احرارؒ کے حالاتِ زندگی موجود ہیں، جو بالعموم مولانا جامیؒ کی ''نفحات الانس من حضرات القدس'' اور مولانا کاشفی کی ''رشحات عین الحیات'' سے ماخوذ ہیں، اس لیے وہ نہ تو تحقیق کے زمرے میں داخل ہوتے ہیں اور

نہ ہی نئی معلومات مہیا کرتے ہیں۔

مولانا محمد ہاشم کشمی نے ''نسمات القدس من حدائق الانس'' (سالِ تصنیف ۳۰-۱۶۲۹ء) کے ایک باب میں خواجہ احرار کے اُن مریدین کا ذکر کیا ہے جنہیں صاحبِ رشحات نے زیادہ اہمیت نہیں دی یا چھوڑ دیا ہے۔ ''نسمات'' کا فارسی متن ہنوز طباعت کا منتظر ہے، تاہم اس کا اُردو ترجمہ سیّد محبوب حسن واسطی نے کیا ہے جو مکتبہ نعمانیہ سیال کوٹ سے ۱۴۱۰ھ میں ۲۹۶ صفحات پر شائع ہوا ہے۔

خواجہ احرارؒ پر اُردو میں پہلی مستقل کتاب حافظ مولوی محمد تقی انور علوی کاکوروی نے تحریر کی ہے۔ یہ کتاب ''حضرت سلطان الاولیاء خواجہ عبیداللہ احرار نقش بندیؒ'' کے عنوان سے کتب خانہ انوریہ، تکیہ شریف کاظمیہ، کاکوری، ضلع لکھنؤ سے ۱۹۸۶ء میں چھپ چکی ہے۔

ڈاکٹر سیّد عارف نوشاہی کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ انہوں نے درج بالا تمام اور دیگر کئی مآخذ سے استفادہ کرتے ہوئے فارسی میں ایک کتاب ''احوال و سخنانِ خواجہ عبیداللہ احرارؒ'' تصنیف کی۔ یہ کتاب اضافہ شدہ معلومات کے ساتھ ان کا پی ایچ-ڈی کا مقالہ ہے، جو ۲۰۰۲ء میں تہران سے شائع ہوئی۔ یہ کتاب اس موضوع پر اوّلین جامع تحقیق کا درجہ رکھتی ہے۔

اگرچہ اب خواجہ احرارؒ پر مذکورہ تمام کتب، سوائے ایک آدھ تکملہ کے، چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہیں، لیکن ڈاکٹر نوشاہی کی کتاب ''احوال و سخنان خواجہ عبیداللہ احرار'' سے پہلے مولانا کاشفی کی ''رشحات'' کے علاوہ کوئی مطبوعہ مأخذ دستیاب نہیں تھا۔ دیگر کتب مخطوطات کی شکل میں تھیں اور مخطوطات کی طرف رجوع کرنا شاذ ہی ہوتا ہے۔

ڈاکٹر نوشاہی کی کتاب سے پہلی مرتبہ خواجہ احرارؒ پر مزید چند بے حد اہم اور قدیم سوانحی مآخذ سامنے آئے۔

۱۔ ملفوظاتِ احرار از میر عبدالاول نیشاپوری

۲۔ ملفوظاتِ احرار کا ایک دوسرا مجموعہ از ملا محمد امین کرکی

۳۔ خوارقِ عاداتِ خواجہ مرتب: مولانا شیخ

۴۔ رقعاتِ احرار (۴۲ کے قریب رقعات)

مزید برآں یہ کتاب مختلف ممالک کے کتب خانوں میں موجود خواجہ احرارؒ سے متعلقہ دستاویزات حتیٰ کہ خواجہؒ کے خطوط کے خود نوشت نسخے ''مجموعہ مراسلات'' (مطبوعہ) اور چند ایک روسی کتب کے

حوالہ جات سے آراستہ ہے۔ اس کتاب میں تمام مآخذ کو پہلی مرتبہ یک جا کر کے تحقیق و تنقید کی کسوٹی پر پرکھا گیا ہے۔

''خواجہ احرار'' ڈاکٹر عارف نوشاہی کی کتاب ''احوال و سخنانِ خواجہ عبیداللہ احرارؒ'' کے منتخب مقامات کا اُردو ترجمہ ہے، جو چند مزید تحقیقات کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ اس ترجمہ میں ڈاکٹر شعیب احمد (شعبہ فارسی، اوری اینٹل کالج پنجاب یونی ورسٹی لاہور) معاون مترجم کی حیثیت سے ان کے ساتھ شریک ہیں۔ ''خواجہ احرار'' کا بیشتر حصہ چوں کہ ڈاکٹر نوشاہی نے خود ترجمہ کیا ہے، لہٰذا اس میں بے ساختگی کا عنصر موجود ہے اور وہ معائب نظر نہیں آتے جو ترجمہ کی مجبوری سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ کتاب ایک مستقل تصنیف کی حیثیت رکھتی ہے۔

''خواجہ احرار'' کے مندرجات حسب ذیل ہیں:

۱۔ مقدمہ از عارف نوشاہی

۲۔ تعارفی و تنقیدی مقالات، جن میں امریکی خاتون ڈاکٹر جو- این گروس (پروفیسر، شعبہ تاریخ، دی کالج آف نیو جرسی، نیو جرسی) اور ڈاکٹر نجدت طوسون (ایسوی ایٹ پروفیسر، شعبہ الٰہیات، مرمر یونی ورسٹی، استنبول) کے تنقیدی مقالات شامل ہیں۔

۳۔ خواجہ احرارؒ پر مآخذ کا جائزہ (زمانی اعتبار سے)

۴۔ احوالِ خواجہ احرارؒ۔ جس میں خواجہ کے اوصاف و محاسن وغیرہ پر مزید ۲۵ عنوانات قائم کیے گئے ہیں۔

۵۔ خواجہ احرارؒ کا سیاسی کردار

۶۔ خواجہ احرارؒ کے مخالفین اور معترضین

۷۔ تصنیفات و تالیفاتِ خواجہ احرارؒ (مع منسوب اور الحاقی تصنیفات و رسائل کی تحقیق)

۸۔ ملفوظات و مکتوباتِ خواجہ احرارؒ (میر عبدالاوّل نیشاپوری اور ملا محمد امین کرکی کے مجموعوں پر تحقیقی نظر اور خواجہ کے مکتوبات اور رقعات کے متفرق مجموعوں کا جائزہ)

۹۔ ملفوظاتِ خواجہ احرارؒ (انتخاب)

۱۰۔ مکتوباتِ خواجہ احرارؒ (انتخاب)

''خواجہ احرارؒ'' کے مطالعہ کے بعد عوامی حلقوں میں پائی جانے والی یہ غلط فہمی دور ہو جاتی ہے کہ مولانا جامیؒ خواجہ احرارؒ سے بیعت رکھتے تھے۔ ثابت یہ ہے کہ دونوں بزرگ ایک دوسرے کا بے پناہ احترام کرتے تھے جو ان کی تحریروں سے نمایاں ہے۔ اب اگر سلسلۂ نقش بندیہ کے کسی شجرۂ طریقت میں خواجہ احرار کا فیض مولانا جامیؒ کی وساطت سے جاری ہے تو اس کے متوسلین کو اس واسطے کا ثبوت پیش کرنا چاہیے۔

ڈاکٹر نوشاہی نے اپنی خاصی ضخیم فارسی تصنیف کے اس ''تصنیف و ترجمہ'' کو صرف ۳۴۴ صفحات تک محدود رکھنے کا سبب ناشرین اور قارئین کی دل چسپی کو ٹھہرایا ہے، تاہم اس اختصار میں بھی ایسی جامعیت در آئی ہے کہ حضرت خواجہؒ کا سراپا چشمِ تصور کے سامنے آ جاتا ہے۔ خالص تحقیقی اسلوب کی پاسداری کرتے ہوئے خوارقِ عادات اور کرامات کو شامل کتاب نہیں کیا گیا کیوں کہ اس موضوع پر مستقل کتاب پہلے سے موجود ہے۔

کتابیات میں عربی، فارسی، ترکی، اُردو، انگریزی اور روسی کتب و رسائل کی طویل فہرست موجود ہے۔ موضوع سے متعلقہ فارسی، عربی، ترکی، روسی، انگریزی، جاپانی اور فارسی کی جو کتب ڈاکٹر صاحب کی دسترس میں نہیں تھیں یا ثانوی مآخذ میں شمار ہوتی تھیں، اپنے مآخذ کے ساتھ ان کی بھی ایک فہرست ضمیمہ کے طور پر شامل کتاب کی گئی ہے۔ تاہم حوالہ جات کتاب کے نام کی مناسبت سے ترتیب دیے گئے ہیں۔

ہمارے ہاں عام طور پر اشاریہ سازی کی کوئی مستحکم روایت موجود نہیں، جس کی وجہ سے دورانِ تحقیق محنت بھی بڑھ جاتی ہے اور وقت بھی صرف ہوتا ہے۔ نوشاہی صاحب نے اشاریہ مرتب کرنے پر خاص توجہ صرف کی ہے اور اس کی درج ذیل درجہ بندی کی ہے:

۱۔ اشخاص، ۲۔ مقامات، ۳۔ کتب، ۴۔ معاشرتی و تہذیبی اعلام (اقوام، سلاسل، طبقات، پیشے، مناصب، زبانیں)

خواجہ احرار سے متعلقہ تصاویر بھی کتاب کے آخر میں شامل کی گئی ہیں۔ تصاویر سے پہلے فہرست تصاویر درج ہے۔ جس میں شخصیات، مزارات، مخطوطات، مطبوعات اور نقشہ جات کی مجموعی طور پر چھپن (۵۶) نادر تصاویر شامل ہیں۔ ان تصاویر میں سے دو کا تعلق معروف ایرانی مصور بہزاد سے ہے۔ سلطان حسین بایقرا کی تصویر استاد بہزاد ہروی کے ہاتھ کی بنی ہوئی ہے، جب کہ مولانا جامیؒ کی تصویر

بہزاد کی بنائی ہوئی تصویر کی نقل ہے۔ ایک تصویر میں خواجہ احرارؒ بڑھاپے اور مولانا جامیؒ نوعمری کی حالت میں ہیں، جس پر تبصرہ کرتے ہوئے نوشاہی صاحب نے لکھا ہے کہ تحقیق کے مطابق دونوں شیوخ کی عمروں میں صرف گیارہ سال کا فرق تھا، معلوم نہیں مصور نے کس خوش اعتقادی میں یہ تصویر بنا ڈالی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تصاویر بھی تحقیق و تدقیق کے بغیر شامل کتاب کی گئیں۔

کتاب میں کئی الفاظ کے کچھ حروف مواد کے ایک کمپیوٹر سے دوسرے کمپیوٹر میں انتقال کے باعث اڑ گئے ہیں، تاہم ''استدراک وصحت نامہ'' میں ان کی تصحیح کر دی گئی ہے۔ اسی ''استدراک و صحت نامہ'' سے پتا چلتا ہے کہ خواجہ عبدالہادی احراری نام کے ایک افغانی نے جعل سے کام لیتے ہوئے ''احوال و سخنانِ خواجہ عبیداللہ احرار'' کا ملخص جعلی ایڈیشن ۲۰۰٦ء میں ہرات، افغانستان سے اپنے نام کے ساتھ شائع کروا لیا ہے۔

پوری کتاب میں کہیں نظر نہیں آتا کہ مصنف عقیدت کی رَو میں بہہ کر حقائق سے چشم پوشی کر رہے ہیں یا حضرتِ خواجہؒ کے انسانی یا بشری پہلو کو نظرانداز کر رہے ہیں بلکہ ہر مقام پر درایت، روایت پر غالب نظر آتی ہے۔

یہ نوشاہی صاحب کا کمالِ فن ہے کہ انہوں نے صدیوں کے غبار میں اٹے ہوئے اور طاقِ نسیان میں پڑے ہوئے تذکارِ جمیل کو کھوجا، تحقیق کی کسوٹی پر پرکھا اور پھر مستند اور مستحقق طریق پر، حاصل ہونے والی معلومات کو یک جا کر کے دنیائے تصوف کے سامنے پیش کر دیا۔ اس کام میں انہیں جتنی محنت کرنا پڑی، اس کا تعلق کہنے سے نہیں بلکہ محسوس کرنے سے ہے۔ بلاشبہ یہ بالغ محققانہ اسلوب توفیقِ ایزدی کے بعد ان کی بے پناہ ریاضتوں اور اَن گنت سرد و گرم راتوں کی شب بیداریوں کا ثمر ہے۔

''خواجہ احرار'' برصغیر میں سلسلہ نقش بندیہ کے وابستگانِ طریقت کے لیے ایک ارمغانِ محبت ہے کیوں کہ برصغیر میں بھی سلسلہ نقش بندیہ کے فیضان کے چشمے حضرتِ خواجہؒ ہی کے قدموں سے پھوٹے ہیں۔

....